بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سانحہ کربلا (مستند تاریخ کی روشنی میں)

خطبہ کے اہم عناصر:

۞ پہلا مرحلہ: قیام مدینہ ۞ دوسرا مرحلہ: قیام مکہ

۞ تیسرا مرحلہ: کوفہ روانگی ۞ چوتھا مرحلہ: نزول کربلا، وقوع حادثہ

۞ واقعہ کربلا اور بعض خودساختہ کہانیاں ۞ کربلا کی روایات اور الزام تراشیاں

تمہید:

یہود و ہنود کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کی مخالفت کریں اور کی راہ میں روکاوٹیں پیدا کریں اور کبھی تو وہ اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ اہل اسلام کو قتل کرنے کی سازشیں بھی کرتے ہیں۔

سانحہ کربلا میں حسینی قافلے کی شہادتیں کوئی نیا کام نہیں ہے اس سے پہلے کئی رسولوں کو بھی قتل کیا گیا جن میں سیدنا ذکریا علیہ السلام، سیدنا یحیٰی علیہ السلام، سیدنا شیعا علیہ السلام وغیرہ کے نام ملتے ہیں اور بہت سارے ایسے انبیا بھی ہیں جن کے قتل کی سازشیں کی گئیں جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔

یہ تو انبیا کی بات ہے ان کے شر سے بعض سادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی محفوظ نہ رہ سکے، جیسے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ، جمل وصفین کے صحابہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ۔

جب بھی محرم الحرام کا مہینہ آتا ہے تو نواسہ رسول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی داستانیں ہر مسجد، مجلس اور ہر پروگرام کا خاص موضوع ہوتا ہے، جس قدر یہ واقعہ معروف ہے اسی قدر اس میں بے بنیاد اور جھوٹی باتیں زیادہ شامل ہوچکی ہیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ صحیح تاریخ کی روشنی

میں سانحہ کربلا ذکر کیا جائے جس میں حتی الامکان غیر ثابت بات سے بچا جائے تاکہ عوام الناس کے سامنے صحیح اور مستند روداد واضح ہو جائے۔

حادثہ کربلا کو ہم نے چار مراحل میں تقسیم دیا ہے، تاکہ بات سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی رہے۔

پہلا مرحلہ: قیام مکہ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی بعد شرعی طور پر یزید خلیفہ بنے، جیسا کہ صحیح البخاری میں ہے:

۞ نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ المَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ، جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ، حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: »يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ القِيَامَةِ« وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي لاَ أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيْعِ اللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ القِتَالُ، وَإِنِّي لاَ أَعْلَمُ أَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهُ، وَلاَ بَايَعَ فِي هَذَا الأَمْرِ، إِلَّا كَانَتِ الفَيْصَلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ

جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں اور بچوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ہر وعدہ توڑنے والے کے لیے روز قیامت ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا، اور ہم اس (یزید) کی بیعت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق کر چکے ہیں، میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑھ کر کوئی بے وفائی ہو سکتی ہے کہ ایک شخص کی بیعت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول کے موافق ہو جائے پھر اس سے جنگ کی جائے، تم میں سے جو شخص یزید کی بیعت توڑے گا اور اس کی اطاعت سے روگردانی اختیار کرے گا تو میرا اس سے کوئی رشتہ باقی نہیں رہے گا۔

صحیح البخاری: 7111

❀ اس حدیث سے درج ذیل باتیں سمجھی جا سکتی ہیں:

① یزید کی بیعت وخلافت کتاب وسنت سے ثابت تھی۔

② سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت توڑنے والے پر رسول اللہ کی وعید والی حدیث ذکر کی۔

③ تمام صحابہ کرام بشمول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت وخلافت پر متفق تھے، کیونکہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بلا استثنا وانا قد بایعنا کہا ہے۔ اس کے خلاف بھی کوئی ایسی صحیح روایت نہیں ملتی جس سے معلوم ہوتا ہو کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کیا ہو۔

④ جن لوگوں نے یزید کی خلافت سے انکار کیا ان کا واقعہ شہادت حسین کے بہت بعد کا تھا، گویا شہادت حسین سے قبل تمام لوگ یزید کی بیعت وخلافت پر مطمئن تھے اور کسی نے بھی ان کے خلاف خروج نہیں کیا۔

❀ جب یہ معلوم ہو گیا کہ یزید بیعت وخلافت کتاب وسنت کے مطابق تھی اور پوری امت آپ پر متفق تھی تو لازمی بات ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی متفق تھے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ یزید کے باقاعدہ امیر مقرر ہونے پر جب یزید کے اصحاب جب مدینہ میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بیعت کی رسم پوری کرنے کے لیے آئے تو آپ نے بیعت کرنے سے بالکل بھی انکار نہیں کیا بلکہ مجمع عام میں یہ رسم پوری کرنے کا وعدہ کیا، تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ آپ یزید کے مخالف نہیں:

ودعاه إلَى البيعة، فَقَالَ حُسَيْن: إنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ راجِعُونَ! ورحم اللّٰہ مُعَاوِيَة، وعظم لک الأجر! أما مَا سألتني من البيعة فإن مثلي لا يعطي بيعته سرا، وَلا أراک تجتزئ بِهَا مني سرا دون أن نظهرها عَلَى رءوس الناس علانية، قَالَ: أجل، قَالَ: فإذا خرجت إلَى النَاسِ فدعوتهم إلَى البيعة دعوتنا مع الناس فكان أمرا واحدا، فَقَالَ لَهُ الْوَلِيد وَكَانَ يحب العافية: فانصرف عَلَى اسم اللّٰہ حَتَّى تأتينا مع جماعة الناس

ولید نے حسین رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دی اور یزید کے لیے بیعت کی دعوت دی تو حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ تعالیٰ معاویہ پر رحم فرمائے اور تمہیں اجر عظیم سے نوازے تم مجھ سے جو بیعت کا مطالبہ کر رہے ہو تو مجھ جیسے شخص کو خفیہ بیعت نہیں کرنی چاہیے، اور میں سمجھتا ہوں کہ تم بھی یہاں کی گئ خفیہ کی گئی بیعت کو کافی نہیں سمجھو گے جب تک کہ میں پورے مجمع کے سامنے اس کا اعلان نہ کر دوں، ولید نے کہا: جی آپ نے درست فرمایا۔ اس پر حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تمام لوگوں کو بلا کر بیعت لینا تو وہاں لوگوں کے ساتھ ہمیں بھی بلا لینا پھر تمام لوگوں کے سامنے ہماری بیعت بھی ہو جائے گی۔ تو ولید نے جو عافیت پسند تھے کہا: ٹھیک ہے پھر آپ اللہ کا نام لے کر رخصت ہوں اگلی بات تمام لوگوں کے ساتھ آپ آ جایئے گا۔

تاریخ طبری:5_339

ایک ہوتا ہے خلافت کو تسلیم کرنا اور ایک ہوتا ہے بیعت کی رسم پوری کرنا۔ اطاعت امیر کے لیے پہلی چیز ہی کافی ہوتی ہے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے خلافت کو تسلیم تو کیا تھا مگر رسم بیعت سب کے سامنے چاہتے تھے، اس میں تاخیر تھی اور تاخیر کی کوئی بات نہیں ہوتی، خود سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے والد گرامی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت چھ ماہ بعد کی تھیں، صحیح بخاری میں ہے:

وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَيْلًا، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ، وَصَلَّى عَلَيْهَا عَلِيٌّ، وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وِجْهَةٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتِ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوهَ النَّاسِ، فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْأَشْهُرَ

فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ ماہ بعد تک زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات میں دفن کر دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہیں دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں علی رضی اللہ عنہ پر لوگ بہت توجہ رکھتے رہے لیکن ان کی وفات

کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اب لوگوں کے منہ ان کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں۔اس وقت انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مصالحت کرلینا اوران سے بیعت کرلینا چاہا،اس سے پہلے چھ ماہ تک انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی۔

صحیح مسلم:1759، صحیح البخاری:424

صحیحین کی روایت سے ثابت ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے چھ ماہ بعد بیعت کی،اس سے پہلے بیعت نہیں کی تھی۔لیکن اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے تھے،بعینہ اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے ہاتھ پر جلدی بیعت نہیں کی لیکن اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ وہ یزید کی خلافت پر متفق نہیں تھے۔

❁ بہرحال سیدنا حسین رضی اللہ عنہ وعدہ کے مطابق سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مدینہ میں رہے مگر حکام کسی مصروفیت کی وجہ سے بیعت کا انتظام نہ کرسکے تو راست سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مکہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

فتشاغلوا عن حُسَيْن بطلب عَبْد اللهِ يومهم ذَلِكَ حَتَّى أمسوا، ثُمَّ بعث الرجال إِلَى حُسَيْن عِنْدَ المساء فَقَالَ: أصبحوا ثُمَّ ترون ونرى، فكفوا عنه تِلْكَ الليلة، ولم يلحوا عَلَيْهِ، فخرج حُسَيْن من تحت ليلته

حکام اگلے دن سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں مصروف رہے یہاں تک کہ شام ہوگئی پھر شام کو انہوں نے بعض لوگوں کو حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا،توحسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا صبح ہوجائے پھر دیکھیں گے،چنانچہ یہ لوگ واپس ہوگئے اورحسین رضی اللہ عنہ سے کوئی اصرار نہیں کیا،پھرحسین رضی اللہ عنہ اسی رات مدینہ سے نکل گئے۔

❁ ظاہرا اس میں بھی حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں بلکہ کوتاہی حکام کی طرف سے ہوئی کہ وہ وعدہ کے مطابق اگلے دن میں نہیں پہنچے اوراورشام کوبھی کوئی اصرار سے نہ کہا اور نہ ہی اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ اگلے دن ان کی خواہش کے مطابق بیعت کا انتظام کریں گے، اس پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ رات ہی مدینہ کی طرف نکل پڑے۔

دوسرا مرحلہ: قیام مکہ

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مدینہ سے مکہ آ گئے، ہم ان پر حسن ظن ہی رکھتے ہیں اور یقیناً ان کی مکہ جانے کی نیک ترجیحات ہی تھیں، یہ بالکل بھی نہیں کہ وہ یزید کی بیعت سے چھٹکارا چاہتے تھے کیونکہ:

۞ انہوں نے یزید کی بیعت کرنے پر رضامندی کا اظہار بھی کیا تھا۔

۞ وہ دو دن پہلے بیعت کا وعدہ کر چکے تھے اور ان سے وعدہ خلافی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

۞ اگر بیعت سے فرار کی نیت لے کر مکہ گئے تھے تو یہ غیر معقول بات ہے، وہاں مکہ سے بھی تو ان سے بیعت کا مطالبہ ہو سکتا تھا۔

بہرحال سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مکہ آنے کی خبر جب کوفیوں کو ہوئی تو انہوں نے سمجھا شاید حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت سے چھٹکارا چاہتے ہیں تو انہوں نے یہ سازش کھیلی کہ حسین رضی اللہ عنہ کو استعمال کر کے مسلمانوں کے درمیان خون ریزی کی جائے اور صفین و جمل کی تاریخ دوہرائی جائے تو انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھنے شروع کیے کہ وہ ان کے ہاں آئیں اور ہم ان کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔

۞ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ يكتبون إليه يَدْعُونَهُ إِلَى الْخُرُوجِ إِلَيْهِمْ فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ، كل ذلك يأبى عليهم، فقدم منهم قوم إلى محمد بن الْحَنَفِيَّةِ يَطْلُبُونَ إِلَيْهِ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهُمْ فَأَبَى، وجاء إلى الحسين يعرض عليه أمرهم، فقال له الحسين: إِنَّ الْقَوْمَ إِنَّمَا يُرِيدُونَ أَنْ يَأْكُلُوا بِنَا، ويستطيلوا بنا، ويستنبطوا ادماء الناس ودماءنا، فَأَقَامَ حُسَيْنٌ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ مِنَ الْهُمُومِ، مَرَّةً يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْهِمْ، وَمَرَّةً يجمع الإقامة عنهم.

معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہی دور میں اہل کوفہ حسین رضی اللہ عنہ کی طرف خطوط بھیجتے تھے اور انہیں اپنے پاس آنے کی مسلسل دعوت دیتے رہے لیکن حسین رضی اللہ عنہ ہر بار انکار کرتے رہے، پھر کوفی حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ وہ ان کے ساتھ چلیں لیکن انہوں نے بھی صاف انکار کر دیا اور حسین کے سامنے آ کر ان کی پیشکش کا بتایا تو حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کوفی لوگ درحقیقت ہمیں اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں، نیز وہ ہمارا استعمال کر کے امت مسلمہ کے بیچ خونریزی پھیلانا اور خود ہمارا بھی خون بہانا چاہتے ہیں۔ یہ سب دیکھ کر حسین رضی اللہ عنہ فکر مند ہو گئے کبھی سوچتے کہ (اس فتنہ کو ختم کرنے کے لیے) ان کے پاس جا (کر کچھ کرنا) چاہیے اور کبھی سوچتے کہ جہاں ہیں وہیں رہنا چاہیے۔

البداية والنهاية:8_174

چونکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ کوفی جو آپ کی طرف بار بار خط لکھ رہے ہیں، اس میں ان کا کوئی نیک مقصد نہیں بلکہ وہ تو مسلمانوں میں انتشار چاہتے تھے۔ اس صورتحال میں میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے تین صورتیں تھی:

① جہاں پر ہیں وہیں اقامت پذیر رہیں اور مستقبل کے حالات اللہ کے سپرد کر دیں۔

② کسی سرحد پر جا کر جہاد کریں اور شہادت نوش فرمالیں۔

③ کوفہ جائیں، وہیں اقامت اختیار کر لیں اور اہل کوفہ پر کنٹرول حاصل کر لیں اور انہیں سمجھا کر یا کسی بھی ممکنہ صورت پر عمل کر کے انہیں اسلامی حکومت کے تابع رکھیں جیسا کہ ان کے بڑے بھائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ لیکن اگر انہیں ان کے بڑے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کی طرح انہیں شہید بھی کر ڈالیں تو کم از کم مکہ جیسی عظیم سرزمین پر ان کا خون نہیں گرے گا۔

۞ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے آخری بات کو ترجیح کی دی اور کوفہ جانے کا ارادہ کر لیا، اگرچہ کوفہ جانے پر آپ کو بہت سارے محبین صحابہ کرام نے منع بھی کیا لیکن ان کے جواب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا خون اس مکہ کی مقدس زمین پر نہ بہے۔ چنانچہ امام طبرانی فرماتے ہیں:

اسْتَأْذَنَنِي حُسَيْنٌ فِي الْخُرُوجِ، فَقُلْتُ: لَوْلَا أَنْ يُزْرِيَ ذَلِكَ بِي أَوْ بِكَ لَشَبَكْتُ بِيَدِي فِي رَأْسِكَ. قَالَ: فَكَانَ الَّذِي رَدَّ عَلَيَّ أَنْ قَالَ: »لَأَنْ أُقْتَلَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُسْتَحَلَّ بِي حَرَمُ اللهِ وَرَسُولِهِ« . قَالَ: فَذَلِكَ الَّذِي سَلَى بِنَفْسِي عَنْهُ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کوفہ جانے کی اجازت طلب کی تو میں نے کہا: اگر میری اور آپ کی شان کے خلاف نہ ہوتا تو میں آپ کو پکڑ رکھتا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں فلاں فلاں مقام پر قتل کر دیا جاوں یہ میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے کہ میری وجہ سے مکہ کی حرمت پامال نہ ہو، عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے اس سے حسین رضی اللہ عنہ نے مجھے مطمئن کر دیا۔

اسنادہ صحیح۔ معجم الکبیر للطبرانی: 2859

الغرض! سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ایک اچھے مقصد کے تحت مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہونے والے تھے کہ یزید بن معاویہ رحمہ اللہ کو اس بات کا علم ہو گیا، تو یزید نے خیر خواہی کے طور پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خط لکھا:

وكتب يزيد بن معاوية الى عبدالله بن عباس يخبره بخروج الحسن الى مكة ونحسبه جائه رجال من اهل هذا المشرق فمنوه الخلافة، وعندك منهم خبرة وتجربة فان كان فعل فقد قطع واشج القرابة، وانت كبير اهل بيتك والمنظور اليه، فاكفه عن السعي في الفرقة

اور یزید بن معاویہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ مکہ جا چکے ہیں، ان کے پاس اس مشرق (کوفہ) سے کچھ لوگ آ کر انہیں خلافت کی امیدیں دلا رہے ہیں، آپ اہل کوفہ سے اچھی واقف ہیں اور پورا تجربہ رکھتے ہیں، اس لیے سوچ لیں کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ ایسا کر گئے تو اس سے ساری قرابتداریاں خاک میں مل جائیں گی، آپ اپنے گھر کے سب سے بڑے اور پسندیدہ شخص ہیں، لہٰذا آپ حسین رضی اللہ عنہ کو تفرقہ کی کوششوں سے روکیں۔

الطبقات الکبری:1_450

✿ تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جوابا یزید کو خط لکھا:

انی ارجوا ان لا یکون خروج الحسن لامر تکرھہ ولست ادع النصیحۃ لہ فیما یجمع اللہ بہ الالفۃ ویطفی بہ النائرۃ

مجھے پوری امید ہے کہ (کوفہ کی طرف) حسین رضی اللہ عنہ کسی ایسے مقصد کی خاطر نہیں نکل رہے ہیں جو آپ کو ناپسند ہو اور میں انہیں پوری طرح ایسی چیزوں کی نصیحتیں کروں گا جن سے ان شاءاللہ اتحاد و اتحاد قائم ہوگا اور فتنہ کی آگ بجھ جائے گی۔

الطبقات الکبری:1_450

بہت سارے لوگوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کا مقصد ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

وانی لم اخرج اشرا، ولا بطرا، ولا مفسدا، ولا ظالما، وانما خرجت لطلب الاصلاح فی امۃ جدی، اریدان آمر بالمعروف وانھی عن المنکر

میرا خروج کسی شر پسندی یا تکبر کی بنا پر نہیں ہے اور نہ میں فساد یا ظلم برپا کرنا چاہتا ہوں، بلکہ میں تو صرف اس لیے نکلا ہوں تاکہ اپنے نانا کی امت میں اصلاح کا کام کروں، میرا مقصد بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔

مقتل الحسین الخوارزمی:1_189، وعام کتب شیعہ

حضرات محترم! دوسرے مرحلے کی بحث سے یہ معلوم ہوا کہ یزید بن معاویہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بہت بڑے خیر خواہ تھے اور وہ کوفہ کی چالاکیوں کو سمجھتے ہوئے چاہتے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ کوفہ نہ جائیں تاکہ انہیں کسی طرح نقصان نہ پہنچ سکے اور حسین بھی کسی فخر و تکبر اور مراعات لینے کے لیے نہیں جا رہے تھے بلکہ وہ صرف نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کے لیے گئے تھے۔

تیسرا مرحلہ: مکہ سے کوفہ

مسلم بن عقیل سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ جا چکے تھے، تو مسلم بن عقیل نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو حالات کی بہتری کا خط لکھا تو حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کے لیے روانہ ہو گئے، لیکن ابھی

راستے میں ہی تھے کہ پیغام ملا کہ مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا گیا ہے اور ان کے ساتھ اہل کوفہ کی غداری کی یہ خبر پاتے ہی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے واپسی کا ارادہ کر لیا۔ لیکن مسلم بن عقیل کے بھائیوں نے کہا کہ ہم اپنے بھائی کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جا سکتے، تاریخ طبری میں ہے:

لَا وَاللهِ لَا نبرحُ حتی نُدرک ثارنا، او نَذُوق ماذَاقَ اخُونَا

ہم ہرگز واپس نہ ہوں گے یہاں تک کہ انتقام لے لیں یا ہمارا بھی وہی انجام ہو جو ہمارے بھائی کا ہوا ہے۔

تاریخ طبری:5۔397

اور دوسری طرف کوفیوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا:

اِنکَ وَاللهِ مَا اَنتَ مِثل مُسلِم بن عَقِیل، ولَو قَدمت الکُوفَةَ لکَانَ الناسُ اِلَیکَ اَسرَع

آپ مسلم بن عقیل کی طرح نہیں ہیں (وہ لوگ نہیں جانتے تھے) لیکن آپ اگر کوفہ پہنچ جائیں تو لوگ آپ کی اطاعت کے لیے ٹوٹ پڑیں گے۔

تاریخ طبری:5۔397

اب یہاں حسین اپنے تمام ارادے منسوخ کر دیتے ہیں، ان کا جو موقف مکہ میں بنا تھا اس کے مطابق وہ مستقبل کے حالات سے بے خبر ہو کر کوفہ کی طرف چلتے رہے، قادسیہ پہنچے تو چند اعرابی آپ کو ملے اور کہنے لگے کہ:

عبیداللہ بن زیاد نے حکم دیا کہ واقصہ اور شام و بصرہ کے بیچ پہرہ لگا دیا جائے اور کسی کو بھی آنے جانے روک دیا جائے، چنانچہ حسین رضی اللہ عنہ آگے بڑھتے رہے اور ان حالات سے بے خبر تھے یہاں تک کہ آپ کی چند اعرابیوں سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا: واللہ ہمیں اس کے سوا کچھ معلوم نہیں کہ ہم نہ تو کوفہ جا سکتے ہیں اور نہ ہی وہاں سے نکل سکتے ہیں، راوی کہتے ہیں: یہ سننے کے بعد حسین رضی اللہ عنہ شام (دمشق) کی طرف روانہ ہو گئے جہاں یزید بن معاویہ موجود تھے۔

اسنادہ صحیح۔تاریخ الامم والرسل والملوک الطبری:3_299

اب یہ قافلہ یزید بن معاویہ کی طرف بڑھ رہا تھا تو راستے میں حر بن یزید سے مڈھ بھیڑ ہوگی جو انہیں کی تلاش میں نکلا تھا۔حسین رضی اللہ عنہ نے حر سے کہا کہ اہل کوفہ نے مجھے خطوط بھیج کر بلایا ہے ،میں ازخود نہیں آیا اس پر اس نے کہا:

اِنا للہِ مانَدرِی ماھٰذہ الکُتُب التی تذکر

اللہ کی قسم! ہمیں کچھ خبر نہیں، آپ کن خطوط کا تذکرہ کررہے ہیں۔

تاریخ الطبری:3_306

اس پر حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عقبہ بن سمعان ان دو بوریوں کو نکالو جن میں اہل کوفہ کے میرے نام خطوط ہیں، انہوں نے خطوط سے پُر ان دونوں بوریوں کو نکالا اور حر بن یزید کے سامنے پھیلا دیئے۔

تاریخ الطبری:5_402

حر بن یزید کی وجہ سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی یزید کے پاس نہ جاسکے اور چلتے چلتے کربلا پہنچ گئے اور وہاں عمر بن سعد اور اس کے ماتحت سپاہیوں سے مڈبھیڑ ہوئی، عمر بن سعد نے ان سب کو روک لیا۔حسین رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر عمر بن سعد کے سامنے تین باتیں رکھیں کہ ان میں سے کوئی ایک مان لو:

۞ مجھے چھوڑ دو میں جہاں سے آیا ہوں وہاں واپس چلا جاوں۔

۞ اگر یہ منظور نہیں تو مجھے چھوڑ دو میں سرحد پر جا کر جہاد کروں اور شہادت پالوں

۞ اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو مجھے یزید (اور طبری میں ہے: امیر المومنین یزید) کے پاس بھیج دیں (جانے دیں نہیں بلکہ سپاہیوں کی حفاظت میں بھیج دیں) تا کہ میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دوں، اور یہ تینوں باتیں لکھ کر عبیداللہ بن زیاد کو ارسال کردیں۔

المحاسن والمساوی:28_تاریخ الطبری:3_313

۞ عبیداللہ بن زیاد نے جب اسے پڑھا تو فورا بول اٹھا:

ھَذَا کِتَابَ رَجُل نَاصِح لِاَمِیرَہ مُشفِق علی قَومِہ نَعَم قَد قَبِلتُ

یہ ایسے شخص کا خط ہے جو امیر المومنین کا خیر خواہ ہے اور امت مسلمہ پر مہربان ہے، ٹھیک ہے میں نے ان کی بات قبول کی۔

اسنادہ صحیح۔تاریخ الطبری:3۔313

ابن زیاد نے جب حسین کی تیسری بات کو قبول کرلیا اور بحفاظت انہیں دمشق یزید بن معاویہ کے پاس بھیجنے کی اجازت دے دی، کیونکہ بعض روایات کے مطابق حسین رضی اللہ عنہ نے اللہ واسطہ دے کر اس کا مطالبہ کیا تھا، نیز یزید کے پاس جا کر حسین رضی اللہ عنہ یزید کی براہ راست بیعت کر لیتے اور اپنے سارے معاملے کی خبر بھی دے دیتے (کہ کوفیوں نے مجھے خلیفہ بنانے کے لیے بلایا تھا)

۞ کوفیوں نے حسین رضی اللہ عنہ کے یزید کے پاس جانے میں اپنی جان کا خطرہ سمجھا اور یہ سازش کھیلی کہ حسینی قافلے پر حملہ کر دیا جائے تا کہ ہماری شکایات امیر المومنین تک نہ پہنچ سکیں۔تو انہوں نے ایک سازش کے تحت جنگ جمل کی تاریخ کو دہرایا اور حسینی قافلے پر حملہ کر دیا۔حر بن یزید نے جب دیکھا کہ حملہ آور لوگوں میں بعض سپاہی بھی ہیں تو حر بن یزید کہنے گا:

يا اهل كوفة لامكم الهبل ادعوتم الحسين اليكم حتى اذا اتاكم اسلمتموه زغتم انكم قاتلوا انفسكم دونه ثم عدوتم عليه لتقتلوه

اے اہل کوفہ تمہارا برا ہو، تم حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلاتے ہو اور جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو تم انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہو تم نے خیال کیا کہ تم ان کی حفاظت میں اپنی جانیں لڑاو گے پھر تم نے انہیں قتل کرنے کے لیے ان پر حملہ کر دیا۔

البداية والنهاية:8۔180

۞ حر بن یزید نے یہ جملے فوجی دستے جو مخاطب کرتے ہوئے کہے اس سے معلوم ہوا کہ فوجی دستے میں کچھ سبائی کوفی بھی شامل تھے اور موقع پا کر انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور یہ انہیں لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو بے شمار خطوط لکھ کر بلایا تھا۔اس موقع پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا:

اللھم احکم بیننا و بین قوم دعونا لینصرونا فقتلونا

اے اللہ! ہمارے اوران کے درمیان فیصلہ کردے جنہوں نے ہمیں بلایا تا کہ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے لیکن یہی ہمیں قتل کررہے ہیں۔

تاریخ الطبری:5_389

معلوم ہوا جن کوفیوں نے بلایا، انہیں نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔اس موقع پر عمر بن سعد سخت پریشان ہوئے اورزاروقطار روئے:

❁ عمر بن سعد حسین کے قریب بڑھے، انہیں دیکھ کر حسین کی بیٹی زینب نے کہا: اے عمر بن سعد! کیا حسین رضی اللہ عنہ قتل کردیئے جائیں گے اور آپ دیکھتے رہیں گے، راوی کہتے ہیں کہ میں عمر بن سعد کے آنسوؤں کو دیکھ رہا تھا وہ ان کے رخساروں اورداڑھی پر بہے جارہے تھے۔

تاریخ الطبری:5_452

❁ اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمر بن سعد بھی آپ رضی اللہ عنہ کو بچانے کی کوشش میں تھے مگر کامیاب نہ ہوسکے اور شہادت پر زاروقطار روئے۔

حسین کا قاتل کون؟

حسینی قافلے پر حملہ کرنے والے تمام کے تمام کوفی تھے، اس بات کا اعتراف اہل تشیع بھی کرتے ہیں، چنانچہ مسعودی شیعی لکھتا ہے:

وکان جمیع من حضر مقتل حسین من العساکر و حاربه و تولی قتله من اھل الکوفة خاصة لم یحضرھم شامی

وہ تمام لوگ جنہوں نے حسین رضی اللہ عنہ سے قتال میں حصہ لیا اوران کے خلاف جنگ کی اورانہیں قتل کیا یہ سب کے سب خالص اہل کوفہ میں سے تھے، شام (دمشق) کا کوئی بھی لوگ ان میں شامل نہیں تھا۔

مروج الذھب للمسعودی:3_71

❁ ملا باقر مجلسی شیعی لکھتا ہے:

وتولی قتله من اهل الکوفة لم یحضر هم شامی

حسین رضی اللہ عنہ کو خالص کوفیوں نے قتل کیا ہے ان میں سے کوئی بھی شامی موجود نہیں تھا۔

بحار الانوار: 10_231

۞ ہنگامہ ختم ہونے پر جب عمر بن سعد حسین رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کو کوفہ لوٹے تو کوفہ کی عورتوں نے باہر نکل کر رونا شروع کر دیا، اس پر زین العابدین یعنی علی ابن الحسین نے کہا:

هٰولاء یبکین علینا فمن قتلنا؟ ای من قتلنا غیر هم

اگر یہ لوگ ہم پر رو رہے ہیں تو ہمیں پھر قتل کس نے کیا ہے؟

تاریخ الیعقوبی: 1_235

۞ اور یہی بات حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی سکینہ نے کہی جب ان کے شوہر کو شہید کیا گیا۔

العقد الفرید: 7_277

۞ شہر بن حوشب کہتے ہیں:

جب حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو میں ام سلمہ کو سنا، انہوں نے عراقیوں (کوفیوں) پر لعنت کی اور کہا: انہوں نے حسین کو شہید کیا اللہ انہیں تباہ و برباد کرے، انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو دھوکہ دیا اور انہیں ذلیل کیا، اللہ کی ان پر لعنت ہو۔

اسناده حسن_فضائل الصحابة: 2_782

حضرات محترم! اہل تشیع اور، خاندان حسین اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل کو قتل کرنے والے خالصتا کوفی تھے ان میں شام (دمشق میں رہنے والے یزید سمیت) کے کوئی بھی اور کسی طرح بھی شامل نہیں تھے۔

واقعہ کربلا اور بعض خودساختہ کہانیاں

ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ جو معلومات ذکر کی ہیں اس کی روشنی میں یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ یہ سب کوفیوں کی سازش تھی، اس واقعہ کے بعد بہت سارے لوگ اسے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں اور بہت ساری بے گناہ شخصیات الزام تراشیاں کرنے کے ساتھ ساتھ بہت

ساری خودساختہ کہانیاں بھی گڑتے ہیں، مثلا:

۞ حادثہ سے قبل میدان کربلا میں حسین رضی اللہ عنہ اوران کے خاندان کی طرف لمبی چوڑی تقریریں منسوب کی جاتی ہیں جن کا نہ تو کوئی موقع تھا اور نہ ہی کوئی وقت۔

۞ صبح سے لے کر سہ پہر تک بلکہ اس سے بھی لمبی مدت تک گھمسان کی جنگ کا نقشہ کھینچا جاتا ہے اور اس میں حسین رضی اللہ عنہ اوران کے خاندان کی بہادری کی ایسے بے مثال کارنامے بیان کیے جاتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

۞ قافلہ حسین رضی اللہ عنہ پر پانی کی بندش لگادی گئی، اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

یہ ساری کہانیاں واقعہ کربلا کی نہیں، بلکہ کربلا کے بعدان کی طرف منسوب کی گئی ہیں جو سراسر جھوٹ اور کذب بیانی ہے۔

کربلا کی روایات اور الزام تراشیاں

حادثہ کربلا کی جورودادہمارے ہاں مشہور ہیں ان میں بہت ساری بے گناہ شخصیات پر الزام تراشیاں کی جاتی ہیں، ان شخصیات میں سے چندایک یہ ہیں:

① یزید بن معاویہ:

حادثہ کربلا کو لے کر جس شخصیت پر سب سے زیادہ کیچڑ اچھالا جاتا ہے وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فرزند جناب یزید بن معاویہ ہیں۔ عام طور پر انہیں (نعوذ باللہ) فاسق، فاجر اور غاصب کہا جاتا ہے، لیکن یہ انتہائی غلط بات ہے، آپ تابعی ہیں اور آپ کی فضیلت میں بعض احادیث بھی ملتی ہیں، آپ کے بارے میں ہمارا یہ نظریہ نہیں ہونا چاہیے۔

حادثہ کربلا کا مجرم یزید بن معاویہ کو بنایا جاتا ہے، عام طور پر اس کی دووجوہات ذکر کی جاتی ہیں:

① آپ نے قتل کا حکم دیا تھا۔

② آپ نے قاتلین حسین کو سزا نہیں دی۔

۞ پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ جولوگ کہتے ہیں کہ یزید کے حکم سے حسین کو شہید کیا گیاہے، یہ بات محتاج دلیل ہے۔

۞ اگر یزید نے ہی قتل کا حکم دیا تھا تو خاندان حسین سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ کے پاس کیوں گیا؟

۞ جب ان سوالات کے جوابات ہمارے پاس نہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یزید نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی قتل کا حکم دیا، کیونکہ حسین رضی اللہ عنہ کے خاندان کی گواہیاں موجود ہیں کہ وہ یزید کو اچھا اور نیک سمجھتے تھے، اگر وہ قاتل ہی تھا کہ خاندان حسین کیوں آپ کی تعریفیں کرتا تھا؟

۞ برادر حسین محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عبداللہ بن مطیع اور ان کے ساتھی محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کے پاس آئے اور یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ یزید کی بیعت توڑ دیں لیکن محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے ان کی بات سے انکار کر دیا تو عبداللہ بن مطیع نے کہا: یزید شراب پیتا ہے، نماز چھوڑتا ہے، کتاب اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے کہا:

ما رایت ما تذکرون، وقد اقمت عنده، فرائته مواظبا للصلاة، متحريا للخير

میں نے تو ان کے اندر ایسا کچھ نہیں دیکھا جیسا تم کہہ رہے ہو، جبکہ میں اس کے پاس جا چکا ہوں اور اس کے پاس قیام کر چکا ہوں، اس دوران میں نے اسے نماز کا پابند، خیر کا متلاشی علم دین کا طالب، اور سنت کا ہمیشہ پاسدار پایا ہے۔

اسنادہ صحیح_البدایة والنهایة:8_233

۞ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ پہلے ثابت کیا جائے کہ پورے عالم اسلام میں سے کسی نے یزید سے مطالبہ کیا کہ قاتلین حسین کو سزا دی جائے؟

۞ اور تو اور خود اہل بیت جب یزید کے پاس پہنچے تو کیا انہوں نے سزا کا مطالبہ کیا کہ قاتل

حسین کو سزا دی جائے؟ اگر یہ مطالبہ نہیں ہوا تو پھر دو باتوں میں سے کوئی ایک ہے:

اول: قاتلین حسین کو سزا دی جا چکی تھی، جیسا کہ بعض روایات سے ملتا ہے

دوم: حالات ساز گار نہ تھے، جس کی وجہ سے سزا نہیں دی گئی۔

ان دونوں صورتوں میں یزید پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا، ورنہ اس منطق سے علی رضی اللہ عنہ پر بھی (نعوذ باللہ) یہ جرم عائد ہوسکتا ہے کہ انہوں نے قاتلین علی کو سزا نہیں دی تھی۔

② سیدنا حسین رضی اللہ عنہ:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پر دو طرح الزام تراشی کی جاتی ہے:

① وہ خلافت چاہتے تھے۔

② وہ یزید کی حکومت کو باطل سمجھتے تھے اور وہ باطل حکومت کے خلاف جہاد کے لیے نکلے تھے۔

۞ پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خلافت نہیں چاہتے تھے، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

وانی لم اخرج اشرا، ولا بطرا، ولا مفسدا، ولا ظالما، وانما خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی، اريد ان آمر بالمعروف وانهى عن المنكر

میرا خروج کسی شر پسندی یا تکبر کی بنا پر نہیں ہے اور نہ میں فساد یا ظلم برپا کرنا چاہتا ہوں، بلکہ میں تو صرف اس لیے نکلا ہوں تا کہ اپنے نانا کی امت میں اصلاح کا کام کروں، میرا مقصد بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔

مقتل الحسين الخوارزمی: 1-189، وعام کتب شیعه

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ تو امر بالعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے نکلے تھے۔

۞ رہا دوسرا اعتراض کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ امیر یزید کے خلاف جہاد کے لیے نکلے تھے تو یہ بات بھی درج باتوں کی روشنی میں صحیح نہیں:

۞اگر وہ واقعی باطل حکومت کے خلاف جہاد کے لیے نکلے تھے تو باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس معاملے میں آپ کے ساتھ شامل ہوتے، لیکن ایسے نہیں ہوا۔

۞نہ صرف یہ کہ صحابہ کرام نے آپ کا ساتھ نہیں دیا، بلکہ آپ کو جانے سے بھی منع فرمایا۔

۞اگر جہاد کی غرض سے نکلتے تو صرف مردوں کو لے جاتے، اپنی عورتوں کو ساتھ لے کر نہ جاتے۔

۞راستے میں مسلم بن عقیل کی شہادت سن کر واپسی کا فیصلہ نہ فرماتے، کیونکہ جہاد سے واپس پھرنا کبیرہ گناہ ہے۔

۞ کوفیوں سے آپ کی تیسری شرط تھی کہ یا آپ مجھے چھوڑ دیں میں سرحد پر جا کر جہاد کروں اور شہید ہو جاوں، اگر آپ رضی اللہ عنہ جہاد کے لیے آئے ہوتے تو وہاں جانے کی اجازت ہی نہ مانگتے اور یہ بات کہے بغیر یہاں ہی جہاد شروع کر دیتے۔

③عبیداللہ بن زیاد:

شہادت حسین کے سلسلہ میں ابن زیاد پر بھی کیچڑ اچھالا جاتا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ حسین رضی اللہ عنہ آپ پہلے میری بیعت کریں، پھر آپ کو یزید کے پاس بھیجیں گے، یہ بات کہنے والا رافضی شیعہ ہے، اصل بات یہ ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر ابن زیاد نے کہا تھا:

هَذَا كِتَابُ رَجُل نَاصِحٍ لِأَمِيرَهُ مُشفِقٍ علی قَومِهِ نَعَم قَدقَبِلتُ

یہ ایسے شخص کا خط ہے جو امیر المومنین کا خیر خواہ ہے اور امت مسلمہ پر مہربان ہے، ٹھیک ہے میں نے ان کی بات قبول کی۔

اسنادہ صحیح۔تاریخ الطبری:3۔313

اس سے معلوم ہوا کہ ابن زیاد کا حسین رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں رویہ نرم تھا، وہ تو چاہتا تھا کہ آپ کی حسین سے ملاقات ہو۔

ابن زیاد کے پاس حسین کا سر لایا جانا:

اس پہلو پر ابن زیاد پر کوئی الزام عائد نہیں ہوسکتا کیونکہ ابن زیاد نے حسین رضی اللہ عنہ کا سر اپنے

پاس لانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ وگرنہ اگر یہی فلسفہ بروئے کار لایا جائے تو یہی معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی پیش آیا، چنانچہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو جلیل القدر صحابی ہیں، ان کے والد محترم اور جنت کی بشارت پانے والے عظیم المرتبت صحابی سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا اور قاتل ان کے سر کو لے کر علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوا۔

اسنادہ صحیح۔ الطبقات لابن سعد: 3_110

اب اس سے یہ قطعاً نہیں کہا جا سکتا کہ علی رضی اللہ عنہ نے قاتل کو اس بات کا حکم دیا تھا، اسی طرح ابن زیاد کا معاملہ ہے کہ ابن زیاد نے اس بات کا حکم نہیں دیا تھا:

ابن زیاد کا حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی بے حرمتی کرنا:

۞ بخاری کے الفاظ ہیں:

وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا

اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی خوبصورتی کے بارے میں کچھ کہا۔

صحیح البخاری: 3748

۞ ان الفاظ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا کہ اس نے آپ کی خوبصورتی کا تذکرہ کیا تھا، جس کی وضاحت شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے فرمائی:

ای من المدح

ابن زیاد نے آپ رضی اللہ عنہ کی خوبصورتی میں کچھ کلمات کہے۔

ھدایۃ الرواۃ: 5_461

۞ اسی روایت کے آخر میں ہے:

كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حسین رضی اللہ عنہ لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

صحیح البخاری: 3748

۞ صحیح ابن حبان میں ہے:

ما رایت مثل ھذا حسنا

میں نے اس جیسی خوبصورتی دیکھی ہی نہیں

صحیح ابن حبان:15_429

۞ اور سنن ترمذی کے الفاظ ہیں:

مَارَأَيتُ مِثْلَ هَذَا حُسنًا، لِمَ يُذْكَرُ؟

میں نے اس جیسی خوبصورتی دیکھی نہیں پھر آپ کا ذکر (شر) کیوں کیا جاتا ہے؟

صحیح۔ سنن الترمذی:3778

ابن زیاد کا چہرے پر چھڑی مارنا:

۞ بخاری کے الفاظ ہیں:

فجعل ينكت

وہ لکڑی سے زمین کریدنے لگا

صحیح البخاری:3748

۞ ینکت کا معنی ہے رنج وغم کی حالت میں سوچ میں پڑ کر باریک اور چھوٹی لکڑی یا انگلی زمین سے زمین کریدنا۔ اہل عرب کا معمول تھا کہ وہ غم میں ایسا کیا کرتے تھے۔ تو ابن زیاد بھی لکڑی سے زمین کرید رہا تھا نہ کہ حسین رضی اللہ عنہ کے سر پر لکڑی مار رہا تھا۔

تفصیل کے لیے دیکھیں: النهاية في غريب الحديث:5_113۔ لسان العرب:2_200

④ عمر بن سعد:

بعض روایات میں قتل کا الزام عمر بن سعد پر ہے، جبکہ یہ جھوٹ ہے، اس کی کوئی مستند دلیل نہیں۔

⑤ شمر بن ذی الجوشن:

شمر پر یہ الزام ہے کہ اس نے ابن زیاد کو بڑھکایا اور نتیجہ میں حسین شہید کیے گئے، اس کی بھی کوئی صحیح دلیل نہیں۔

افادات: حادثہ کربلا اور سبائی سازش، یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ/ از کفایت اللہ سنابلی

الحکمہ انٹرنیشنل کی جانب سے معزز خطباو علما کے لیے یہ مستقل خطبہ تیار کیا جاتا ہے، جس صاحب کو خطبہ درکار ہو وہ ہم سے رابطہ کریں:

زبیر بن خالد مرجالوی — 03086222418

حافظ کوثر زمان — 030114843312